

m thanvi's

کَلَامُ الْمَدَنِیِّ

حضرت مولانا امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

بہتمام وقار علی بن مختار علی

مکتبہ تہانوی دیوبند

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

الحمد لله والمنه كبريا رب مفيدة مستمعي به

فیصلہ ہفت مسئلہ

— از افاداتے —

منج الفيوض والبركات امام العارفين في زمانه مقدرة المحققين في اواز
سيدنا ومولانا الحافظ الحاج شاه محمد امجد الله صابهاجر
تھانوی رحمة الله عليه

۲۴۷۵۵۲
مکتبہ تھانوی دیوبند

دسترس رہے گا مثلاً بعض متشددین رجعت قہقری کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رجعت سب کے حق میں بدعت ہو جائیگی اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض زیادتیوں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس جہلاء میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالیہ پر ایک حکم لگا دیتے ہیں، یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض واعظین موضوع روایت بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاف مردوں اور عورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جائیں گی۔

بہر کیسے تو گلیے رامسوزہ رہا اعتقاد کہ مجلس مولود شریف میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں، اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا کیونکہ یہ امر عقلاً و نقلاً ممکن ہے، بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے، رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا کہ کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے۔ یہ ضعیف شبہ ہے آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اسکے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے، علاوہ اسکے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جائیں۔

بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت اعتقاد علم الغیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضاً ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے، وہ مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکر ہو سکتا ہے، البتہ ہر ممکن کے لئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے، اگر کسی کو دلیل مل جائے مثلاً خود کشف ہو جائے یا کوئی صاحب کشف خبر کر دے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے، غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضروری ہے مگر

شرک و کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا، پس تحقیق مختصر اس مسئلے میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منع نہ کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں، رہا عمل درآمد جو اس مسئلے میں رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا کہ اکثر مسائل اختلافیہ میں ہوا کرتا ہے، پس خواص کو تو یہ چاہئے کہ جو ان کو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ بغض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں، اور باہم ملاقات و کثابت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً باز رہیں کے بذیانت سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ مہر و دستخط کریں کہ فضول ہے، اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہو جائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا برپا ہونا محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہو جاوے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کر لی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہوگا اور جو خود مولود اور قیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں ان کو سکوت مناسب، ایسے امور میں مخاطبت ہی نہ کریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں اور جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں، غرض فتنے سے بچیں قصہ حطیم اس کی مثال کافی ہے اور مجوزیں مانعین کے منع کی تاویل کر لیا کریں کیا تو ان کو یہی تحقیق ہوا ہو گا یا انتظاماً منع کرتے ہوں گے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں تب ان سے بچتے ہیں، اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ مجوزین کی تجویز کی

جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر لی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے، اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے، پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر دربر موجود ہو تو زیادہ احتضار قلب ہو، کھانا رو برو لانے لگے، کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دعاء ہے، اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعاء کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائیگا کہ جمع بین العبادتین ہے۔ ع۔

یہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دوکار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں، کسی نے خیال کیا کہ دعاء کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے، کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاوے گا اس کے ساتھ پانی پلانا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذاۃ حاصل ہو گئی، رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمولی ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہوتا رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا، اسی قسم کی مصالحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محسن بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں، پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں، رہا عوام کا غلو اولاً اس کی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً ان کو غلو

اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہو سکتا، لہذا اعمالنا ولکم اعمالکم را شبہ تشبیہ کا اس میں بحث از بس طویل ہے، مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ عادات اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جاوے یا اس پر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوے تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں، یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے، قصہ تطہیر اہل قبا اس میں کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبیہ ہے اور ممنوع، پس یہ ہیئت مرد و عیال کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں، اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی دسویں بیسواں جہلم ششماہی، سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد ردو لوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہنی حضرت شاہ بو قلندر رحمۃ اللہ علیہ و ملوائے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا اور عمل درآمد اس مسئلہ میں ایسا رکھنا چاہئے یعنی دو فریقوں کا باہم مل جل کر رہنا اور مباحثہ قیل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو دہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گذر چکا۔

تیسرا مسئلہ عروس و سماع

لفظ عروس ماخوذ اس حدیث سے ہے نہ کوئمۃ العروس یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الہی کے حق میں محال محبوب

حقیقی ہے اس سے بڑھ کر کون عروسی ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروج اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر شخص اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب از دیاد محبت و زاید برکات جانتا ہے، نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوئے ہیں اس میں جس سے عقیدت ہو اس کی غلامی اختیار کر لے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں، باہم ملاقات بھی ہو جائے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچا دیا جائے یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں، رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں ان کا اظہار ضروری نہیں۔

چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اس لئے تجدید حال اور از دیاد ذوق و شوق کیلئے کچھ سماع بھی ہونے لگا پس اصل عرس کی اس قدر ہے اور اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، بعض علماء نے بعض حدیثوں سے بھی اس کا استنباط کیا ہے رہ گیا شبہ حدیث لا تتخذوا قبوری عیداً کا سوا کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلہ لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آراستگی و دھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرہ آخرت کے ہے نہ غفلت اور زینت کے لئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے، ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہوتا و ہذا باطل۔

پس حق یہ ہے کہ زیارت مقابر افراد و اجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعیین تاریخ بہ مصلحت بھی جائز سب مل کر بھی جائز رہا یہ شبہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیت فاستمعوا للہ و انصتوا کی مخالفت ہوتی ہے تو اولاً علماء نے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر مستحبات

کیلئے ہے، ترک مستحب پر اتنا شور و غل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا، دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل عمل کے منع کرنے سے یہ بہتر ہے کہ یہ امر تعلیم کر دیا جائے یہی جواب ہے، سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثلاً رقص مروج و سجدہ قبور وغیرہ ہوں اس میں شریک نہ ہونا چاہئے، رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث از بس طویل ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عوارض مانع مرتفع ہوں تو جائز ہے ورنہ ناجائز کا فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویلیں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب یانی پتی نے اپنے رسالہ سماع میں اس کا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اس وقت اکثر مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم عذر خدا بیخ انگشت یکساں نہ کر دے۔

بہر حال وہ احادیث خبر واحد ہیں اور محتمل تاویل گو تاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے، مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اور اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوتی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر حاضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور زوائد امور فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہیں کیا، ہاں جو محض ریا کار و مدعی ہو وہ برا ہے مگر تعین اس کی کہ فلاں شخص ریا کار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اس میں بھی عمل درآمد فریقین کا یہی ہونا چاہئے جو ادب پر

خار پاؤں میں چھیں بال ہوں سر کے بکھرے
 فکر سوزن ہو نہ کچھ شانہ کا سودا ہووے
 باندھ کر ہاتھ کروں عرض بصد عجز و نیاز
 خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے
 یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو
 وصل کا آج اشارہ شہ والا ہووے
 مری بیتابی و مسکینی پہ جسم آئے ضرور
 خود درِ حجرۂ والائے بنی داہووے
 دوڑ کر سر قدم پاک پہ رکھ دوں اپنا
 دھیاں کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے
 کبھی چوموں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہ قدم
 خاک پا آپ کی ان آنکھوں کا سرا ہووے
 گو ہر اشک نثارِ قدم پاک کروں
 جز تہی دستی کوئی اور نہ تحفا ہووے
 اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھوں
 جلوۂ طور بھی آنکھوں میں تماشا ہووے
 سن کے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب
 فضل حق سے تری حاصل یہ تمنا ہووے
مناجات

اے رسول کبریا فریاد ہے
 یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے

آپ کی الفت میں میرا یا نبیؐ

حال یہ ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل

اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

دور حجاز سے ہے نب پر تال مری

اب تو نگہ کیجئے دوا فریاد ہے

چہرہ تاباں کو دکھلا دو مجھے

تم سے اے نور خدا فریاد ہے

گردن ویا سے مرے زنجیر و طوق

یا نبیؐ کیجئے جفا فریاد ہے

قید غم سے اب چھڑا دیجئے مجھے

یا شہ ہر دو سرا فریاد ہے

یا نبیؐ احمد کو در پر لو بلا !

اس لئے صبح و سہا فریاد ہے

مُنَاجَاتِ حَرِیکِ

آپ کی فرقت نے مارا یا نبیؐ

دل ہوا غم سے دو یا را یا نبیؐ

طالب دیدار ہوں دکھلائیے

روئے نورانی خدا را یا نبیؐ